رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا - (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۶ | مورخہ ۱۲ - نومبر ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۷ - صفر المظفر ۱۳۳۷ھ | نمبر ۳۶

مدینۃ المسیح

۹ تاریخ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی چھوٹی بیوی صاحبہ کے ہاں دختر نیک اختر تولد ہوئی اس تقریب پر مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں ایک دن چھٹی منائی گئی ہم جماعت احمدیہ کیطرف سے حضرت خلیفۃ المسیح خاندان مسیح موعود اور خاندان حضرت خلیفہ اول کو مبارکباد کہتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مولودہ کو محترم والدین اور تمام وابستگان دامن مسیح موعود کے لئے خوشی کا موجب بنائے

دونوں سکول کھل گئے ہیں اور پڑھائی شروع ہو گئی ہے جو طلبا تا حال نہیں آئے انکے والدین کو چاہیئے کہ جلدی بھیجدیں ؛

اخبار احمدیہ

برہمن بڑیہ میں احمدیہ جلسہ

احمدیان بنگال کا دوسرا سالانہ جلسہ بڑی آب و تاب خیر و خوبی سے ۱۰ تا ۱۲ - اکتوبر کو برہمن بڑیہ میں ہوا - مولنا سید عبد الواحد صاحب پریذیڈنٹ انجمن - مولنا عبد اللطیف صاحب پروفیسر چٹاگانگ کالج - مولوی ظل الرحمن صاحب مبلغ مولوی علی حیدر صاحب ہیڈ ماسٹر - مولوی غیاث الدین صاحب جناب رئیس الدین خانصاحب رئیس برہمن بڑیہ - قاری نعیم الدین صاحب - مولوی مطیع الرحمن صاحب نے تقریریں کیں - منشی اوصاف علی صاحب وکیل نے اپنی بنگلہ نظم پڑھی جسے وہ چھپوا کر لائے تھے نیز غلام ہمدانی صاحب کی نظم شمس الدین صاحب نے پڑھکر سامعین کو محظوظ کیا - آخری دن پروفیسر عبد اللطیف صاحب کی تحریک پر احمدی نوجوانوں نے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن قائم کی - الہام کی ضرورت و حقیقت - صداقت مسیح موعود - ایمان کی حقیقت - کامل مومن بننے کے وسائل - وفات مسیح - علامات نزول مسیح و ظہور مہدی - جماعت کی اصلاح - معیار صداقت - محمدی بیگم کے نکاح کی پیشگوئی - مالی قربانی - نبوت مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ وغیرہ مسائل پر مقررین و مبلغین نے خوب روشنی ڈالی - تین روز کامیابی کے ساتھ جلسہ ہوا پانچ اشخاص داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک -

جھنگ میں تبلیغ

حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی تبلیغی دورہ کرتے ہوئے یہاں جھنگ میں تشریف لائے - آپکے ویسے

تو چار وعظ کیئے مگر وہ میں خاکسار شہر کے مسلمانوں کو مدعو کیا گیا باوجود کثرت شکایت انفلوئنزا - بارش - اور بعض مخالفین کی غیر معمولی روک کے سامعین کی تعداد بہت تھی - پہلے وعظ میں دعاوی مسیح موعود پیش کیئے - دلائل قرآن مجید - احادیث - اور موجودہ زمانہ کی حالت سے پیش کیئے - اور ثابت کیا - کہ اس زمانہ میں حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی مسیح موعود و مہدی مسعود - مجدد وقت - اور محمد رسول اللہ کی شریعت پر چلنے والے اور اسی کے چشمہ سے سیراب ہونیوالے نبی ہیں ؛

دوسرے وعظ میں آپنے انبیاء علیہم السلام کا خلق بیان کیا - نبی کریمؐ کے اسوہ حسنہ پر خوب روشنی ڈالی اور سامانان زمانہ کے حالات سے مقابلہ کرتے ہوئے - ایک مصلح کی ضرورت بیان کی - مسیح موعودؑ کے ماننے کی غرض اور شرائط بیعت سے لوگوں کو آگاہ کر کے بتایا کہ احمدیت کوئی نئی چیز نہیں ہے - بلکہ وہی اسلام ہے جو حضرت آدمؑ سے چلا آرہا ہے - سامعین میں سے بعض مخالفین نے سنکر بار بار تحسین آفرین کہی - بعض مولوصاحبان بیٹھے دیکھتے اور کڑھتے تھے مگر خلقت کو زیادہ متوثر پا کر دم بخود ہو کر بعد وعظ چلے گئے ؛

بفضل خدا سامعین پر بہت اچھا اثر ہوا - تین آدمی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے - اور بیعت کے خطوط ارسال کیئے - مخالفین نے جب دیکھا کہ احمدی مولوی اپنا کام کر گیا تو انکو بہت افسوس ہوا - جنانچہ حافظ صاحب کی روانگی کے بعد بہت شور مچایا - اور خلقت کو دھوکہ دینے کی خاطر یہ مشہور کیا کہ مرزا صاحب پنجتن کے دشمن ہیں اور انکی اہانت کرنیوالے ہیں - نواب صاحب ان شہر کو جو شیعہ مذہب رکھتے ہیں اکسایا کہ ان کو اپنی ریاست سے نکالدیں - مگر صاحبان موصوف بفضل خدا ایسے تنگ خیال نہیں کہ وہ ایسے لوگوں کے دھوکے میں آجاتے ہیں - انہوں نے یہ طلب کیا ہے کہ عام پبلک میں غیر احمدیوں کے تیس سوالات جنہیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں توہین درج ہے جواب دیا جاوے ؛

انشاء اللہ اسکا ابوالفضل مولوی غلام حسین صاحب انسپکٹر مدارس جواب دیکر مخالفین کی قلعی کھولینگے - جملہ احمدی بزرگان کی خدمت میں عرض ہے کہ دعا فرماویں - کہ اللہ کریم ایسے موقع میں اچھے نتائج مرتب کرے - اور سارے شہر کو حق پر چلنے کی توفیق بخشے ؛ خاکسار محمد حسین احمدی

انبالہ میں لیکچر مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری (مبلغ) نے ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - اکتوبر کو انبالہ میں مختلف وعظ فرمائے - ایک غیر احمدی مولوی صاحب سے مسئلہ وفات مسیح پر بحث بھی ہوئی - جس میں غیر احمدی مولوی صاحب کو بالآخر مبہوت اور ساکت ہوتے ہی بنی - اسی طرح ایک اور غیر احمدی مولوی صاحب نے بحث کر کے ذلت اٹھائی - اب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹ کی طرف جانے والے ہیں ؛

ضلع لدھیانہ میں مولوی عبدالصمد صاحب مبلغ دورہ کر رہے ہیں اور ضلع لدھیانہ کی احمدیہ مردم شماری نصف کے قریب کر چکے ہیں - شہر - دیہات - سٹیشن - ٹرین میں بھی خاص خاص مواقع پر اور ۱۶ ستمبر سے ۳۱ - اکتوبر تک غوث گڈھ - ماچھی واڑہ - کہنہ - ساہنے وال - نند پور - باڑیوال - جہہٹ ملک پور - بہڑان - وغیرہ مقامات پر حق کی تبلیغ کر چکے ہیں ؛

امرتسر سے مستری اللہ بخش صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۴ - اکتوبر کو جناب حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی یہاں تشریف لائے اور احمدیوں نے وعظ کرایا - ۲۶ - کو غیر احمدیوں نے بھی انکا وعظ کرایا اور اچھی طرح سنا ؛ رسکرٹری ترقی اسلام

کاتب چشمانہ رقا اہلیہ میاں ابراہیم صاحب - اہلیہ محمد سلیمان صاحب دختر میاں محمد یوسف صاحب (محمود پور) اہلیہ میاں نور محمد صاحب و ابراہیم صاحب (سامانہ) اہلیہ جناب سربلند صاحب (مظفر گڈھ) اہلیہ مہر الدین صاحب (سامانہ) اہلیہ سید محمد صمصام الدین صاحب (سونگھڑ کٹک)

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی صحت کے متعلق اطلاعیں

۹ - تاریخ حضور تانگہ پر سیر کو تشریف لے گئے - واپسی پر کچھ سرد ہوا لگ جانے اور کچھ کوفت کی وجہ سے حرارت یک لخت زیادہ ہو گئی - لیکن حرارت عارضی تھی - جس کا جسم پر کچھ زیادہ اثر نہیں پڑا - رات کو نیند آگئی ؛

۱۰ - تاریخ حرارت زیادہ تیز نہیں ہوئی - طبیعت بھی اچھی رہی - اور رات کو نیند آگئی -

۱۱ - تاریخ حرارت حسب معمول پائی گئی - جو کہ خفیف تھی - احباب دعاؤں میں پورے زور کے ساتھ مشغول رہیں - کہ خدا تعالیٰ حضور کو صحت عطا فرمائے - اور حضور کی صحت کے لئے مالی اور بدنی صدقات بھی کریں ؛

خواجہ کمال الدین صاحب سے ہمدردی

خواجہ کمال الدین صاحب کے بڑے بیٹے کے مع اپنی بیوی ایک ہی دن فوت ہو جانے کی خبر پیام صلح کے جس پرچہ میں شائع ہوئی - وہ نہ معلوم ہمارے پاس بھیجنے سے کیوں دریغ کیا گیا - جسکے نہ پہنچنے کی وجہ سے ہم پیشتر ازیں خواجہ صاحب اور انکے خاندان سے اظہار افسوس نہ کر سکے - اب چونکہ خود لکھکر منگوانے پر وہ پرچہ موصول ہو گیا ہے - اسلیئے ہم خواجہ صاحب اور انکے خاندان کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں - کہ خدا تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق بخشے ؛

ضروری درخواست مجھے انگریزی ریویو کی جلدیں مکمل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل پرچوں کی ضرورت ہے نومبر دسمبر ۱۹۰۳ء - مارچ ۱۹۰۵ء کا - جنوری ۱۹۰۶ء کا - اپریل - مئی اور دسمبر ۱۹۰۹ء - فروری ۱۹۱۰ء - جنوری ۱۹۱۱ء - جو بھائی ارسال فرماوینگے ان کا میں بہت ممنون ہوں گا - خاکسار زین العابدین طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۱۲ نومبر ۱۹۱۸ء

ظفر علی صاحب کی ناکامی

جناب ظفر علیصاحب کی حیدر آباد سے واپسی یا بقول بعض اخبارات اخراج کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور بتا چکے ہیں۔ کہ ان کے حیدر آباد جانے کے اسباب اسلئے پیدا ہوئے تھے۔ کہ اُنھوں نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف ستارہ صبح میں بڑے شد و مد سے لکھا تھا۔ بلکہ یہ سفر انکے لئے اس گستاخی اور بے ادبی کے نتیجہ میں ذلّت اور ناکامی کا موجب بننے والا تھا۔ جو اُنھوں نے بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور ہمارے موجودہ امام کی شان میں کی تھی۔ چنانچہ آپ ابھی چھ ماہ بھی حیدرآباد کے کرۂ ہوا میں سانس نہ لینے پائے تھے۔ کہ یہ کہنے پر مجبور کئے گئے ؎

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں
خوش رہو اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں

یہ انجام ہوا اُس بڑ کا۔ جو چند ہی ماہ پیشتر ستارۂ صبح میں بایں الفاظ ہانکی گئی تھی۔ کہ "جو لوگ فرقہ مرزائیہ کے عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اور قادیان کی تحریک کو ایک طرح کا فتنہ سمجھتے ہیں۔ وہ یقیناً مولوی ظفر علیخاں صاحب کے حیدرآباد تشریف لے جانے اور عہدۂ جلیلہ پر فائز ہونے کو ان مساعی جمیلہ کا نتیجہ تصوّر کرینگے۔ جو اُنھوں نے ستارہ صبح میں قادیانی تحریک کے برخلاف شد و مد سے انجام دی ہیں"

اگرچہ مندرجہ بالا ہرزہ سرائی کے جواب میں خدا تعالےٰ کی طرف سے جو ظہور پذیر ہوا۔ وہی اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی تھا۔ کہ خدا کے کسی بندہ کی شان میں بے ادبی اور بد تہذیبی کرنے والا انسان کبھی دیر پا عزّت و توقیر نہیں حاصل کر سکتا۔ بلکہ ذلّت اور رسوائی ناکامی اور نامرادی کے گڑھے میں عبرت کا نمونہ بنا کر دھکیل دیا جاتا ہے۔ تاکہ سمجھدار لوگ اسکو دیکھ کر فائدہ اُٹھائیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے ظفر علیصاحب ایسے ننگ انسانیت شخص کی ذلّت اور نامرادی کے لئے خدا تعالیٰ نے اس کے حیدرآباد سے نکالے جانے پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اس کے مقدر میں در بدر مارے مارے پھرنا بھی لکھ دیا۔ چنانچہ چند ہی دن ہوئے معلوم ہوا تھا۔ کہ آپ شملہ تشریف لے گئے ہیں۔ اور اس کے بعد جو دوسری اطلاع اخبار "آفتاب" لاہور میں شائع ہوئی وہ یہ تھی۔ کہ:۔

"مولوی ظفر علیخاں صاحب ۲۶ ستمبر ۱۹۱۸ء کو شملہ سے بے نیل مرام مراجعت فرمائے وطن ہوئے"

اگرچہ اس مختصر اور مجمل اطلاع سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ظفر علیصاحب کن مقاصد اور کن اغراض کو لیکر شملہ گئے تھے۔ اور کس کس کے آستانہ پر انہیں جبہ سائی منظور تھی۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ کہ وہ سیر اور تفریح کے لئے شملہ نہیں گئے تھے۔ اور نہ انہیں کرم آباد کی ناقابل برداشت گرمی نے شملہ کی خوشگوار سردی کے لئے اس سفر کی صعوبت برداشت کرنے پر مجبور کیا تھا۔ بلکہ وہ اپنے دل میں کچھ ایسی آرزوئیں اور التجائیں ضرور رکھتے تھے۔ جن کے بر آنے کی امید اور توقع انہیں کشاں کشاں شملہ لے گئی۔ لیکن وائے قسمت کہ انہیں سخت ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور وہ اپنا سا منہ لیکر واپس آ گئے۔ یہ ہے وہ حقیقت جسکا انکشاف اس اخبار نے کیا ہے۔ جس کے ایڈیٹر مولوی وجاہت حسین صاحب مدّتوں ظفر علیصاحب کے پہلو بہ پہلو بیٹھکر اخبار نویسی کر چکے ہیں۔ اور ابھی چند ہی ماہ ہوئے۔ کہ انکے حیدرآباد جانے سے پیشتر ستارہ صبح کی اشاعت میں انکے "مددگار اوّل" اور جانے پر چیف ایڈیٹر کے طور پر کام کرتے رہے ہیں۔ ان کا اس خبر کو شائع کرنا اس کے صحیح اور درست ہونے کا کافی ثبوت ہے۔ ایسی صورت میں ہم ظفر علیصاحب کی نسبت یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں۔ کہ ان کی ناکامی اور نامرادی کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔ جو ان بیہودہ سرائیوں کے نتیجہ کے طور پر ظہور پذیر ہوا ہے۔ جو انہوں نے ستارہ صبح میں قادیانی تحریک کے برخلاف شد و مد سے انجام دی ہیں" اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ حضرت مرزا صاحبؑ کی شان میں گستاخی اور بد تہذیبی کرنے والا انسان کبھی عزت اور توقیر نہیں پا سکتا۔ بلکہ ذلیل اور رسوا ناکام اور نامراد ہو کر یا تو قعر گمنامی میں جا پڑتا ہے۔ یا دربدر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔

ظفر علیصاحب کو حیدرآباد میں ٹھیرنے کا موقعہ نصیب نہ ہونا اور وہاں سے واپس کیا جانا انکی ناکامی اور نامرادی کا نہایت واضح اور کھلا ہوا ثبوت تھا۔ کیونکہ "ستارہ صبح" نے ان کے "حیدرآباد تشریف لے جانے اور عہدۂ جلیلہ پر فائز ہونے" کو ان کے لئے باعث فخر و عزت قرار دیا تھا۔ پس جب ان کا وہاں جانا اور "عہدۂ جلیلہ" پر سرفراز ہونا عزت اور بڑائی کا موجب ہوا تھا۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہاں ٹھیرنے کی اجازت تک نہ ملنا اور "عہدہ جلیلہ" سے محروم کر دیا جانا ایسی ناکامی اور رسوائی ہے۔ کہ جس میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ لیکن افسوس کہ دنیا میں ایسے عقل کے اندھے بھی پائے جاتے ہیں۔ جو ہمارے مقابلہ میں دن کو رات اور نور کو ظلمت کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ جن میں سے ایک مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی ہیں۔ جو کہتے ہیں۔ کہ ظفر علیصاحب کو حیدرآباد سے رخصت کئے جانے پر ناکامی اور ذلّت نہیں ہوئی۔ کیوں۔ اسلئے کہ انہیں "حیدرآباد کی خدمت سے سبکدوش کر کے گھر میں بیٹھے تنخواہ ملنے کا فیصلہ ہوا۔ کیا اچھی ذلّت ہے اور کیا ہی توہین ہے"

یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہمارے اس مضمون کے متعلق لکھے ہیں۔ جو الفضل میں "ظفر علی صاحب کی حیدرآباد سے واپسی" کے عنوان سے لکھا گیا تھا۔ اب اگر اس بات کو درست مان لیا جائے کہ ظفر علی صاحب کو گھر بیٹھے تنخواہ ملنے کا فیصلہ ہوا ہے۔ تو بھی کوئی عقلمند اس سے یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا۔ کہ مولوی

ظفر علیصاحب کا حیدر آباد سے رخصت کیا جانا ان کے لئے عزت اور بڑائی کا موجب ہوا ہے - اور وہ جس خوشی اور مسرت کے ساتھ وہاں گئے تھے - اسی کے ساتھ واپس لوٹے ہیں - بلکہ ہر ایک سمجھدار انسان اسی نتیجہ پر پہنچیگا - کہ جاتے ہوئے اگر وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے - تو آتے ہوئے شرمندگی اور ندامت سے منہ دکھانے کے بھی قابل نہ تھے - چنانچہ اس کا کسی قدر پتہ اسی سے لگ سکتا ہے - کہ جانے کا اعلان تو بڑے جوش وخروش سے زمیندار اخبار کے لیڈنگ آرٹیکل میں کرایا گیا تھا - اور اعلان بھی وہ جس میں اس روانگی کو سلسلہ احمدیہ کے خلاف مضامین نویسی کا نتیجہ قرار دیا گیا تھا - لیکن جب وہاں ٹھیرنا نصیب نہ ہوا - تو اپنی واپسی کی اطلاع ہی نہیں چھپوائی - اور تاحال جبکہ واپسی پر کئی مہینے گذر چکے ہیں - اتنا بھی نہیں بتا سکے - کہ واپس آنیکی وجہ کیا ہے - آیا وہاں کی آب و ہوا طبع معلّی کے راس نہیں آئی - یا وہاں دلچسپی کے سامان میسر نہ آنے کی وجہ سے دل نہیں لگا - یا کوئی اور بات ہے - کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے - کہ واپسی ایسے رنگ اور ایسے طریق سے ہوئی ہے - جس کا ظاہر کرنا انہیں ننگ لگا ہے - اور جس کا تذکرہ ایسا کڑوا اور تلخ ہے کہ انکی زبان اور قلم کو برداشت کی طاقت نہیں ہے - اگر یہ صحیح نہیں ہے - تو مولوی ثناء اللہ صاحب سے ہی ہم گذارش کرتے ہیں - کہ وہ ظفر علیصاحب سے یہ دریافت کر کے ہمیں مطلع کریں - کہ وہ کیوں واپس کئے گئے - اور تاحال اپنی واپسی کی اطلاع مع وجوہات واپسی کے انہوں نے کیوں شائع نہیں کرائی - اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بات کے دریافت کرنے میں کامیاب ہو گئے - اور اسے بذریعہ اخبار انہوں نے شائع کرادیا - تو لوگوں پر خود بخود ظاہر ہو جائیگا - کہ انکی کیسی ذلت اور کس قدر توہین ہوئی ہے - کاش یہ لوگ عقل و فکر سے کام لیں - اور دیکھیں - کہ برگزیدہ خدا کے مقابلہ میں کھڑے ہونے سے انکی حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے ٭

حاجی ریاض الدین احمد کی حقیقت

مارچ ۱۹۱۶ء کے رسالہ دلگداز لکھنؤ میں مولوی عبدالحکیم صاحب شرر نے حاجی ریاض الدین احمد کے سوانح لکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کچھ غلط اور بیہودہ باتیں نامہذبانہ طریق پر لکھی تھیں - اس مضمون میں شرر صاحب نے حاجی صاحب کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کیا تھا ہم حیران تھے کہ اگر حاجی صاحب واقعی ایسے ہی عمدہ کیرکٹر کے انسان ہیں تو کیا وجہ ہے کہ انہوں نے خدا کے نبی حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق جھوٹ موٹ باتیں مشہور کیں - شرر صاحب نے مضمون کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ "خیر جو کچھ ہوا ..... حاجی صاحب پر مرزا صاحب کا کچھ اثر نہ پڑا اور ان کی طرف سے زیادہ بدظن ہو کر لاہور میں واپس آئے"

گویا کہ شرر صاحب کے نزدیک حاجی صاحب پر اثر نہ ہونا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے اور بھی بدظن ہونا ثابت کرتا تھا - کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ غلط تھا حالانکہ جیسا کہ ذیل کی مراسلت سے واضح ہوگا جو شخص اپنے ظاہر و باطن میں فرق رکھتا ہو وہ دوسروں کے متعلق بھی ایسا ہی خیال کیا کرتا ہے چونکہ حاجی صاحب صرف ظاہر میں ہی پاک بنے ہوئے تھے اسلئے ان کو حضرت مسیح موعودؑ کی پاک باطنی میں بھی شک ہوا -

بہرحال ان تمام اعتراضات کا جواب الفضل جلد ۳ نمبر ۱۰۷ مورخہ ۱۸ - اپریل ۱۹۱۶ء میں شائع کر دیا گیا تھا - حال میں سکرٹری وقار الملک مسلم سکول امروہہ کی ایک مراسلت اخبار میونسپل گزٹ میں شائع ہوئی ہے جسکو ہمعصر مذکور سے اس لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے کہ ناظرین حاجی صاحب کی دیانت کو اچھی طرح ملاحظہ کر سکیں - اللہ کی شان ہے کہ ایسے ایسے حضرات خدا کے پاک بندوں پر اعتراض کرتے ہیں - جنکی حالت خود ناگفتہ بہ ہوتی ہے - اور پھر ان کی باتوں کو عوام الناس کے سامنے بطور سند پیش کیا جاتا ہے - مذکورہ بالا مراسلت حسب ذیل ہے :-

"مولوی حاجی ریاض الدین احمد صاحب جو چندے یا گذشتہ سال وقار الملک مسلم سکول امروہہ کے ہیڈ ماسٹر تھے - اس مجبوری کے ساتھ عہدہ ہیڈ ماسٹری سے سبکدوش ہوئے تھے کہ وقار الملک سکول کی مالی حالت خراب ہوجانیکی وجہ سے آئندہ حاجی صاحب موصوف بحیثیت سفیر کام کرینگے - جسقدر چندہ سکول کے نام انکو وقتاً فوقتاً وصول ہوگا اسمیں سے چالیس فیصدی اپنا حق خدمت مجرا کر کے باقی سکرٹری مسلم سکول کے پاس بمقام امروہہ بھیجتے رہینگے - مگر انہوں نے جو چندہ میرٹھ و غازی آباد سے وصول کیا اسمیں سے ایک پیسہ آجتک نہیں بھیجا اور جب انسے تقاضہ کیا گیا تو یہ عذر پیش کر کے چندہ دینے سے انکار کر دیا کہ خود انکی ۵ ماہ کی تنخواہ سکول کے ذمہ واجب الادا ہے - اصل واقعہ یہ ہے کہ حاجی صاحب کی ظاہری دینداری وسلامت روی پر نظر کرتے ہوئے سکرٹری سابق نے انکو مطلق العنان اور بکلی خود مختار کر دیا تھا اور جسقدر آمدنی ہوتی تھی اسکی نسبت حاجی صاحب کو اختیار تھا کہ جس طرح چاہیں صرف کریں مگر حساب کو باضابطہ رکھنے کی انکو سخت تاکید تھی بالآخر سکرٹری سابق نے اپنا بار میری طرف منتقل کیا اور مجھ سے چاہا کہ میں حاجی صاحب کے زمانہ کے حساب کی جانچ کروں چنانچہ میں نے جانچ کی تو حساب کو عجائب غرائب سے لبریز پایا - حاجی صاحب بلا انتظار نتیجہ جانچ کے بعزم سفارت میرٹھ کو روانہ ہو گئے انسے چاہا گیا کہ واپس تشریف لا کر حساب سمجھائیں جو جو امور جواب طلب ہیں انکا جواب دیں اور فراہمی چندہ کے متعلق جو قواعد وضوابط ہیں انکی تعمیل کریں مگر انہوں نے حساب فہمی کرانا اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھا اور سفارت سے دست بردار ہونا اپنی وقعت کے خلاف تصور کیا مجبوراً انکو سفارت سے برطرف کر دیا گیا اور انکو اطلاع دیدی گئی کہ جملہ کاغذات متعلق سفارت از قسم اجازت نامہ رسید بک وغیرہ واپس کر دیں مگر معلوم ہوا ہے کہ وہ برابر چندہ جمع کرنے میں مصروف ہیں کاغذات کی واپسی سے انہوں نے بے توجہی برتی ہے لہذا بذریعہ مضمون ہذا کے پبلک کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حاجی صاحب وقار الملک مسلم سکول کے سفیر نہیں ہیں انکو برخاست کر دیا گیا ہے کوئی صاحب انکو چندہ نہ دیں اور براہ عنایت انکو کاغذات وغیرہ کی واپسی کا مشورہ نیک دیں تاکہ آئندہ باضابطہ کارروائی سے وہ محفوظ رہیں جو انکی نسبت اختیار کی جاسکتی ہے"

پیام میں "اصل حرام نفع حلال"

۳۰ر اکتوبر کے پیام صفحہ ۲ کالم ۳ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ایک اعلان پر بطعنہ کیا کہ ایک تحریر شائع کی گئی ہے جس کی سرخی ہے "اصل حرام نفع حلال" اس تحریر میں حضرت ممدوح کے اعلان پر جو اعتراض کیا گیا۔ وہ منشاء الکلام و متکلم کو نہ سمجھنے یا عمداً تحریف معنوی کی بنا پر ہے۔

اعلان کے وہ الفاظ کہ جن پر اعتراض اٹھایا ہے یہ ہیں۔ "احمدی ماں کے بچے بھی احمدی ہی سمجھے جائیں گے خواہ باپ غیر احمدی ہی کیوں نہ ہو" اس عبارت کو متعلق خلاف منشاء متکلم معترض صاحب یوں رقمطراز ہیں۔ "اگر احمدی عورت کا نکاح غیر از جماعت سے حرام ہے اور خلاف شریعت تو میاں صاحب مہربانی کر کے بتائیں کہ ایسے حرام رشتہ ازدواج کی پیدہ شدہ اولاد احمدی کیونکر ہو گئی۔ کیا اسلئے کہ وہ ایک حرام فعل کا نتیجہ ہے۔ مگر جب اصل ہی حرام ہو تو نتیجہ کی حلال ہونیکا ادعا ایک اور فعل حرام کا ارتکاب ہے۔" اس اعتراض کا مختصر جواب تو یہی ہے۔ کہ کلام کے جس پہلو کو لیکر اعتراض کیا ہے وہ منشاء متکلم کے خلاف ہے اور بالکل خلاف ہے اسلئے احمدی ماں کے بالمقابل باپ کے غیر احمدی ہونے کا ذکر کرنا۔ اس مقصد کے لحاظ سے ہرگز پیش نہیں کیا گیا کہ اب احمدی عورت کا غیر احمدی مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ یا یہ کہ اب احمدی عورت کا غیر احمدی مرد کے ساتھ نکاح کرنا حرام اور ممنوع نہیں۔ بلکہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی احمدی عورتیں جو مسیح موعود کے دعوی نبوت اور اس کے متعلق مسئلہ کفر و اسلام کے تحقیق سے پہلے یا اس کے بعد غیر احمدی مردوں کے ساتھ نکاح ہو جانیکے بعد میں (احمدی ہوئی) ہیں اور ان کے شوہر غیر احمدی ہی رہے اور اس حالت میں ان کے ہاں اولاد پائی گئی۔ تو ایسے بچوں کے متعلق شریعت کا یہی فتویٰ ہے۔ کہ وہ بچے بہ تبعیت والدہ احمدی۔ احمدی ہی سمجھے جائیں۔ اور اگر وہ فوت ہو جائیں تو ان کا احمدیوں سے بھی

جنازہ پڑھا جائے۔ اب کیا یہ صورت ہمارے مسلمات کی رو سے ناجائز ہے۔ اور اگر پیامیوں کو اس سے انکار ہے۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ پھر وہ غیر احمدی جو حضرت مسیح موعود کی تکفیر کیوجہ سے ان کے نزدیک بھی مسلمہ کافر ہے۔ اگر ایسے مکفر کافر کی بیوی جو غیر احمدی ہے اس کی زوجیت کی حالت میں ہی احمدی ہے۔ اور وہ صاحب اولاد بھی ہو ایسی اولاد سے اگر کوئی نابالغ بچہ فوت ہو جائے تو کیا پیامی صاحبان اس کا جنازہ پڑھنا ناجائز قرار دینگے اور کیا ایسے مکفر اور مسلمہ کافر کی احمدی بیوی کے متعلق جو اعتراض کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے اعلان پر اٹھاتے ہیں ایسے اعتراض کو اپنے اوپر بھی وارد کرینگے اور اس طرح کی باہمی برابری کی شراکت کے ہوتے ہوئے "اصل حرام نفع حلال" کے مقولہ کے مصداق اپنے طرز عمل کو بھی قرار دینگے۔ فاھو جوابکم فھو جوابنا

اب ہم اس کے متعلق کسی قدر بسط اور تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ نابالغ بچہ کے متعلق بلحاظ اس کی تبعیت اور عدم تبعیت مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

(۱) یہ کہ اس کے ماں باپ دونو کافر اور زندہ ہوں۔ یا دونوں سے ایک زندہ اور دوسرا فوت شدہ ہو اس صورت میں وہ بہ تبعیت کافر کافر سمجھا جائیگا۔ اور اس کے فوت ہونے پر اس سے کافروں کی رسم کے مطابق معاملہ ہو گا۔

(۲) یہ کہ اس کے ماں باپ دونوں سے ایک مسلم ہو اس صورت میں بہ تبعیت مسلم وہ مسلمان سمجھا جائیگا خواہ مسلم مرد ہو یا عورت۔ جیسا کہ اس کے متعلق فتویٰ شریعت غرا ہے۔ وھو ہذا۔

الطفل لا یستقل بنفسه بل لا یکون الا تابعا لخیر ابویه فی الدین تغلیبا لخیر الدینین فانه اذا لم یکن له بد من التبعیة لم یجز ان یتبع من هو علی دین الشیطان و تنقطع تبعیته عمن هو علی دین الرحمن فهذا محال فی حکم الله تعالی و شرعه - دیکھو اعلام الموقعین تالیف حضرت امام ابن قیم جلد ۲ صفحہ ۱۶۱ - یعنی نابالغ بچہ

کی مستقل طور پر کوئی حیثیت نہیں سمجھی جائیگی بلکہ اسکی ماں باپ دونوں میں سے جو دین اور مذہب کے لحاظ سے بہتر ہو گا۔ اس کی تبعیت میں سمجھا جائیگا۔ اس لئے کہ جب بچہ کیلئے بجز تبعیت کے چارہ نہیں تو یہ جائز نہیں کہ بچہ کو دونوں میں سے اس کے تابع کیا جائے جو شیطان کے دین پر ہو اور اس کی تبعیت ایسے شخص سے منقطع ہو جو خدائے رحمان کے پیش کردہ دین پر قائم ہے۔ حالانکہ یہ شریعت اور اسکے حکم کی رو سے ممنوع اور محالات سے ہے۔ انتہی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ والدین کی معیت میں اگر کوئی بچہ کسی مسلم سابی کے ہاتھ میں ماسور ہو تو اس صورت میں بھی والدین کی تبعیت منقطع ہو جاتی ہے۔ اور بچہ کی تبعیت کا استحقاق سابی کو پہنچتا ہے۔ جیسا کہ امام اہل الشام حضرت عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی اور حضرت امام احمد حنبل اور شیخ الاسلام حضرت احمد ابن تیمیہ حرانی کا فتویٰ بھی اسکے متعلق یہی ثابت ہے دیکھو کتاب مذکور بحبہ صفحہ متذکرہ۔ بلکہ حضرت امام احمد حنبل نے تو صحابہؓ کی ایک جماعت کی روایت کے مطابق کافر والدین کی موت کے بعد بچہ کو حدیث ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ الخ کی رو سے مسلم کی حیثیت میں ہی ثابت کیا ہے چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۶۲ پر لکھا ہے فاذا لم یکن له ابوان فهو علی اصل الفطرۃ فیکون مسلماً۔

اب اس فتویٰ کے ماتحت کہ جو اوپر ذکر ہوا اور جس میں بتایا گیا۔ کہ والدین سے جو دین کے لحاظ سے بہتر ہو بچہ کو اس کی تبعیت میں سمجھا جائے۔ اس فتویٰ کی رو سے حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح علیہ الصلوۃ والسلام کا اعلان اور اعلان میں وہ ارشاد کہ جس پر ناواقفی اور لاعلمی کیوجہ سے محض بغض و عناد کی تاریکی میں ہو کر اعتراض اٹھایا گیا ہے۔ کیا غلط ہے۔ اور وہ فتویٰ جو شریعت غرا اور ملت بیضا کی عین مطابقت میں دیا گیا۔ کیا اس پر معترض کا یہ حملہ شریعت حقہ پر بھی نہیں ہو گا۔ اور کیا وہ اعتراض کی صورت جو حضرت ممدوح کے فتویٰ پر قائم کی گئی وہی صورت اصل شریعت پر بھی عائد ہو گی۔ کیونکہ جب شریعت اسلامیہ میں یہ صورت مسئلہ کی

متحقق ہے۔ کہ ایک غیر مسلم کی بیوی اس کی زوجیت کی حالت میں اسلام کو قبول کر لے اور پھر اس کے نابالغ بچہ کی موت پر بہ تبعیت والدہ مسلمہ اس پر نماز جنازہ ادا ادا کی جائے۔ جو شریعت حقہ کے فتوے کی عین مطابق میں ہے۔ تو کیا پیامی صاحبان اپنی خوش فہمی اور نرالی مفتیانہ شان کے ماتحت اس پر بھی یہ اعتراض اٹھائینگے کیونکہ شارع علیہ السلام نے ایسے بچہ کو بہ تبعیت والدہ مسلمہ مسلم کی حیثیت میں متعین فرما کر اس کے فوت ہونے پر نماز جنازہ کو جائز قرار دیا ہے اس لئے اس فتوے سے یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ شارع کے نزدیک کسی مسلمہ عورت کا نکاح غیر مسلم سے جائز ہے۔ اور اگر حرام ہے تو شارع پر "اصل حرام نفع حلال" والا اعتراض قائم۔ واہ پیامی صاحبان واہ! شریعت کے معلومات ہوں تو ایسے اور فقہ دانی ہو تو ایسی۔ عقلیات میں مہارت ہو تو اس شان کی۔ استدلال اور استنباط میں توغل ہو تو اس مرتبہ کا۔ اسی علم و عقل اور اسی فہم و ذکا کے ساتھ امام وقت و خلیفہ برحق کے مقابلہ اور مخالفت کیلئے سرگرمی دکھا رہے ہو۔ کاش تمہیں فطرت سلیمہ اور علم صحیح میسر آتا۔ اور خشیۃ اللہ اور تقوی نصیب ہوتا۔ اور اہل اللہ کی مخالفت اور عداوت سے مجتنب رہتے۔ کیونکہ صلحاء کی عداوت کا نتیجہ کبھی بھی اچھا نہیں ہوتا۔ ونعم ما قیل ؎

ان السموم اشد ما فی العالم
شر السموم عداوۃ الصلحاء

راقم غلام رسول راجیکی ؛

الصدقۃ تطفی غضب الرب

میں نے تحریک کی تھی کہ صدقہ کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ غیر مستطیع لوگوں کیلئے الفضل جاری کرا کے اندرونی غذا بہم پہنچائی جائے۔ سو صرف دو شخصوں نے اس تحریک پر توجہ فرمائی۔ اول حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے دوم بابو تاج الدین صاحب لاہور نے۔ مہربانی کر کے اور صاحب استطاعت توجہ کریں اور سال چھ ماہ سہ ماہ۔ ایک ماہ کیلئے حسب توفیق مفت اخبار الفضل جاری کرائے۔

منیجر الفضل۔

تجلی قہری

وھو القاھر فوق عبادہ ط

عالم کے بازار میں بے چینی اور اضطراب کی خاک اڑ رہی ہے۔ دنیا کے گلشن میں رنج و غم کی باد سموم چل رہی ہے۔ باغ جہان میں حزن و ملال کی خزاں چھا رہی ہے۔ ہستی کی بستی میں نفسی نفسی کا شور ہے۔ موتا موتی کا زور ہے۔ قحط نے حواس گم کر دئے ہیں۔ جنگ سے جان تنگ ہے۔ نئی وبا قیامت کا نظارہ دکھا رہی ہے۔ ایک محشر خیز طوفان ہے۔ ایک غضب کا سیلاب ہے جس نے دنیا کو ہلا دیا ہے۔ عقلوں کو چکرا دیا ہے۔ وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُم بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۔

یہ کیا ہے

ربانی عذاب۔ الٰہی عتاب۔ خدائی غضب۔ پروردگار کی تجلی قہری وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرَى وَهِيَ ظَالِمَةٌ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۔

کیوں ہے

دنیا کی اصلاح کے لئے۔ غافلوں کو بیدار کرنے کیلئے۔ سوتوں کو جگانے کیلئے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۔ خدا کی ہزاروں رحمتیں اس پاک ذات پر جس نے اس طوفان عظیم کے آنے سے پہلے دنیا کو خبر دیکر نجات و خلاصی کی راہیں بتائیں تاکہ خدا کی مخلوق سنبھل جائے اور مومن شکر گذار بن کر اس عذاب الیم سے خدا کی پناہ میں آجائے۔ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَآمَنتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۔

پس خدا کے بہت سے بندے سمجھ گئے۔ اور سنبھل گئے۔ مگر کتنے ہی رسل ربانی کی پیشگوئی سن کر اکڑ گئے۔ اور زمین جہالت میں گڑھ گئے فَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۔

جہالت۔ حماقت۔ ضد۔ تعصب کا برا ہو کہ سن کر کان نہ کھلے تھے تو دیکھ کر اب آنکھیں ہی کھل جاتیں مگر نہیں۔ شراب نخوت میں سرشار۔ بادہ غرور سے مست۔ ظالم ہوش میں نہیں آتے۔ اخبار آریہ پتر کا لاہور ۱۹ / اکتوبر کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ "کاش مسیح موعودؑ کا دنیا میں ظہور نہ ہوتا" اور سمجھتا ہے کہ موجودہ مصائب عالم حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کے نتائج ہیں۔ پتھر پڑیں ایسی عقل پر اور خدا سمجھے ایسے عقلمند کو۔

کسی بستی کیطرف ایک سیلاب بڑھ رہا ہو اور خوف ہو کہ بستی اس سیلاب کی وجہ سے غرق مصائب ہو جائیگی ایسے وقت میں اگر ہر ایک انسان اس گھیر لینے والے طوفان کی خبر اس کے آنے سے پہلے اس بستی والوں کو کر دے تاکہ وہ سیلاب سے بچنے کی راہ اختیار کریں تو کیا کوئی عقلمند ہو جو اس شخص کے بتانے کے نتیجہ میں طوفان آیا ہے ہرگز نہیں بلکہ ہر ایک باہوش انسان اس کا شکر گذار ہوگا کیونکہ اس کا بستی والوں پر ایک عظیم الشان احسان ہوگا جسے کوئی شریف انسان فراموش نہیں کر سکتا۔

اسیطرح مسیح موعودؑ نے آنیوالے مصائب کے سیلاب کی خبر دنیا کے بسنے والوں کو دی تاکہ اپنی خلاصی و نجات کی راہ اختیار کریں بے شک بیشک خدا کے مامور و مرسل پاک بندے مسیح موعودؑ کا دنیا پر بڑا زبردست احسان ہے لیکن افسوس خود فراموش انسان باطل کوش انسان احسان فراموشی کرتا ہے۔

اے پتر کا ہوش میں آ۔ احسان فراموشی بڑا اخلاقی جرم ہے بیشک موجودہ مصائب کی خبر خدا کے مسیح موعودؑ نے دنیا والوں کو سنائی جو آج پوری ہو رہی ہے یہ بالکل سچ ہے کہ پیشگوئی کا وقوع مسیح موعود کی صداقت کی بڑی دلیل ہے لیکن جو کچھ مصیبت ہے یہ دنیا ہی کا کیا اسکے آگے آیا ہے۔

میں اپنی حالت پر آٹھ آٹھ آنسو رو۔ اور کہنی ہو تو یوں کہو کہ کاش! دنیا خدا کو پہچانتی۔ کاش! دنیا والے ایمان و ہدایت پر قائم ہوتے۔ کاش! خدا کے رسولوں کو تسلیم کیا جاتا۔ کاش! خدا کے مسیح کے کلام کو مانا جاتا۔ کاش! بد اعمالیاں نہ ہوتیں۔ کاش! آریہ کو حق کی راہ ملتی۔ کاش! مخلوق الٰہی کو نہ ستایا جاتا۔ کاش! رسول وقت پر ایمان لاتے۔ دیکھو! دیکھو! اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ اور خدا کے فرستادہ کا احسان مانو۔ ناشکری نہ کرو۔ خدا کے قہر و غضب کی چمکتی ہوئی بجلیوں سے خوف کرو۔ گستاخیوں سے باز آؤ۔ خدا کی رحمت پکارتی ہے:۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ ؛
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست ۔ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ؛

انگلستان کے شمالی علاقہ میں تبلیغِ اسلام

جس مقام پر میں آج کل مقیم ہوں۔ وہ لنڈن کے شمال میں قریباً اسی قدر فاصلہ پر ہے۔ جتنا قادیان سے دہلی۔ یہ ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جسکے اردگرد اور چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں۔ اور منادی حق کرنے کا خوب وسیع میدان ہے۔ یہاں آنا کسی خاص حکمت الٰہی کے ماتحت ہے۔ ورنہ مرکز سے دور تبلیغ کرنے کی فرصت نہ تھی لنڈن اور جنوبی انگلستان میں اتنے عرصہ تک تبلیغ بذریعہ لیکچر۔ لٹریچر وغیرہ ہوتی رہی۔ مگر اڑہائی تین سو میل شمال میں ایسا موقعہ نہیں ملا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے نصائح میں سے جو حضور نے مجھے ارشاد

فرمائے تھے یہ بھی تھا کہ لنڈن سے فاصلہ پر کچھ عرصہ گاؤں میں بود و باش رکھ کر تبلیغ کی جاوے۔ لنڈن کے قرب و جوار میں وہ منشا حاصل نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ جنوب میں لوگ زیادہ تر لنڈن کے ہی زیر اثر ہیں۔ یہاں کے لوگ نسبتاً ملنسار ہیں۔ اور باتوں کو سن لیتے ہیں۔ گو ان کو اپنے خیالات کا بدلنا نہایت مشکل ہے۔ اس کے واسطے بھی کوئی وقت مقرر ہو گا۔ ایک خاص بات جو مجھے ان میں معلوم ہوئی یہ ہے کہ یہ اجنبی سے اتنے ریزرو نہیں رہتے۔ جتنے کہ جنوب کے لوگ ؎

جنوبی اور شمالی علاقہ کے لوگوں کی عادات میں فرق لنڈن سے سوار ہوتے ہوئے میری گاڑی کے خانہ میں پانچ چھ اور مسافر بھی تھے۔ میں حیران ہوا کہ ان میں سے اکثر جو اکٹھے اسی خانہ میں قریباً پانچ گھنٹہ رہے۔ کسی نے بھی ایکدوسرے سے کوئی کلام نہ کی۔ ہاں اس لمبے عرصہ میں ایک صاحب گذرتے وقت دوسرے مسافر کے پاؤں سے ٹکرا گئے۔ تو ایک معذرتی جملہ سننے میں آیا I am sorry جسکے معنی ہیں بے ادبی معاف۔ میں پشیمان ہوں۔ غالباً احباب متحیر ہو کر پوچھینگے کہ یہ لوگ لمبے سفروں میں ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کرتے تو اور کس طرح وقت گذارتے ہیں۔ اس کے لئے یہ کرتے ہیں وقت سفر کے اندازے کے مطابق اس دن کے روزانہ اخبارات۔ میگزین۔ رسالے۔ تصاویر۔ ناول۔ سٹیشنوں کے بک سٹال پر سے خرید لیتے ہیں۔ جو تمام سفر میں ساتھی کا کام دیتے ہیں۔ میری طبیعت تو صاف نہ تھی مطالعہ سے ایک گونہ پرہیز تھا۔ مگر راستہ میں ایک مسافر نے یہ دیکھکر کہ میرے پاس کوئی اخبار یا میگزین نہیں تین اخبار یں مارننگ پوسٹ۔ لنڈن میل۔ اور پنچ پڑھنے کے واسطے مجھے دیں۔ جن کا میں نے شکریہ کیا۔ اور اُترتے وقت اپنے رسائل کی ایک ایک کاپی اس کی نذر کی۔ بات لمبی ہو گئی مطلب یہ تھا کہ جنوب میں لوگ اجنبی سے بہت علیحدہ رہتے ہیں۔ مگر اس طرف کے لوگ جلد شناسائی پیدا کر لیتے ہیں۔ سارے نہیں بعض بعض۔ جیسا کہ ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہو گا ؎

حُسنِ سلوک چند ہفتہ گذرے کہ گاڑی میں ایک صاحب سے شناسائی ہوئی۔ قریباً دس منٹ گفتگو ہوئی تھی جسمیں انہوں نے نہایت دلچسپی ظاہر کی تھی کہ میرے اُترنے کا سٹیشن آگیا۔ میں نے ایک رسالہ Need (ضرورت زمانہ) ان کو پڑھنے کے واسطے دیا۔ عجیب اتفاق ہوا۔ کہ واپسی پر وہ بھی اسی گاڑی میں سوار تھے جس میں میں تھا۔ دُور سے مجھے دیکھکر قریب آ بیٹھے اور کہنے لگے کہ میں نے یہ رسالہ پڑھا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو یہاں مایوسی ہو گی۔ یہاں کے لوگ بڑے سخت ہیں۔ ان باتوں کو قبول نہیں کرینگے۔ خیر اس کا جواب میں نے دیدیا کہ یہ خدا ئی کام ہیں۔ وہ اپنی طاقت سے صداقت ظاہر کرے گا اور قبولیت ہو گی۔ ہم کو مایوسی کی ضرورت نہیں وغیرہ۔ باقی حالات دریافت کرتے وقت مجھے معلوم ہوا کہ یہ صاحب کسی زمانہ میں کوئلہ کی کان میں کام کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ ہماری واقفیت چند منٹوں کی تھی لیکن مجھ سے وہ مانوس ہو گئے۔ میں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ کان کے اندر جا کر دیکھوں کیسے کام کرتے ہیں اور کس طرح کوئلہ کاٹتے ہیں۔ کان کے اندر لیجانا اور اس کا معائنہ کرانا۔ ایک اجنبی کا۔ اور پھر جنگ کے زمانہ میں جبکہ نہایت احتیاط کی جاتی ہے۔ ایک بڑا ذمہ واری کا کام ہے جو اس بڈھے شخص نے میری خاطر اپنے سر پر لیا اور کوشش کرنے کا وعدہ کیا۔ سو اس نے بعد انتظام ضروری کے مجھے چٹھی لکھی اور اپنے داماد کو اس غرض کے واسطے متعین کیا جسے ساڑھے چار بجے سے لیکر قریباً چھ گھنٹہ تک میرے ساتھ رہنا پڑا۔ اور نیز اپنے مکان پر نہایت مہمان نوازی سے پُرتکلف چائے اور شام کے کھانے کی دعوت دی۔ جو جنگ کے دنوں میں اور خاصکر راشن سسٹم کے زمانہ میں ایک عجوبہ ہے۔ پھر کان کے مطابق اپنا خاص لباس مجھے پہنایا۔ اور واپسی پر چونکہ گاڑی کا وقت نہ تھا۔ اور میرا جائے مقام اس کے گاؤں سے چار میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور میں راستہ سے ناواقف تھا اس واسطے پیدل میرے ساتھ مجھے گاؤں پہنچانے آیا جزاہم اللہ خیر

اس سارے واقعہ کے بیان کی غرض یہ ہے کہ اس طرف ایسے لوگ خصوصیت سے زیادہ ہیں جو معمولی سی شناسائی کے بعد اس قدر خاطر مدارات کر کے برداشت کرتے ہیں جو غالباً جنوب میں نہیں۔ یا اس قدر نہیں اور بھی ایسی مثالیں ہیں۔ جن سے امید پڑتی ہے۔ کہ یہاں مستقل طور پر کام کرنے سے لوگ جلدی واقفیت حاصل کرینگے۔ اور خدا چاہے گا تو وقت پر فوج در فوج داخل اسلام بھی ہونگے ؎

کوئلہ کی کان کی سیر اس موقعہ پر کوئلہ کی کان کے متعلق چند ایک باتوں کا نوٹ کرنا خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ کلارک سن کو اور مجھے ایک لفٹ پر بٹھا کر زمین کے نیچے چار سو گز کے قریب لے گئے۔ جہاں سوائے تاریکی کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ہمارے ہاتھوں میں ایک ایک سیفٹی لیمپ تھا جو مشکل سے قدموں کے آگے

اجالا کر رہا تھا۔ سب سے پہلے ہم نے وہاں اصطبل دیکھا جس میں کئی درجن چھوٹے قد کے ٹٹو تھے۔ یہ ٹٹو دن رات کان کے اندر رہتے ہیں۔ ہوا۔ پانی وغیرہ کا انتظام کافی ہے۔ مگر ہمارے سورج کی روشنی سے فائدہ اٹھا نہیں سکتے۔ جب ان فٹ ناقابل کار ہو کر باہر نکال دیئے جاتے ہیں۔ تو کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ باوجود آنکھوں کے اندھے ہوتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ روحانی لھم اعین لا یبصرون بھا روحانی نور سے عرصہ تک فائدہ نہ اٹھانے والے لوگ بھی اسی طرح باوجود آنکھوں کے ہونے کے نور بصارت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کان کے تمام اطراف میں چھوٹی ریل کی پٹری ہے جس پر سے کوئلہ کے چھکڑے ٹٹو کھینچا لاتے ہیں۔ کوئلہ کی سیم چار پانچ فٹ ہوتی ہے اور صرف اسی کو کولہ کن کاٹتے ہیں۔ اسواسطے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے واسطے ہر وقت کبڑا ہی ہو چلنا پڑتا ہے۔ بعض جگہ اچانک جو سر اٹھایا جاوے تو جھٹ نیچے کرنا پڑتا ہے۔ کم از کم سو دفعہ میرا سر چٹان سے ٹکرایا ہوگا۔ اور بعض دفعہ تو بہت سخت آواز آتی۔ میں نے سمجھا کہ غالباً میرے بال باہر نکلنے پر سر پر پڑ رہینگے۔ مگر خیر گذری۔ جو لوگ اندر کام کرتے ہیں۔ انکو مشق ہوتی ہے۔ ایک دفعہ بھی انکو چوٹ نہیں لگتی۔ بعض جگہ میں نے دیکھا قریباً لیٹ کر کام کر رہے تھے۔ ایک ٹکڑا میں نے بھی کاٹا۔ جو بطور نمونہ باہر لایا۔ ہمارے ساتھ جو گائڈ تھا۔ وہ خود ہی اس کان کا انچارج تھا۔ اس لئے وہ قریباً سارے ضروری حصے دکھا سکا۔ اور حتی المقدور تشریح بھی کرتا رہا۔ بعض باتیں جو مجھے بالکل اجنبیا معلوم ہوئیں میرے سوالات کرنے پر اس نے خوب وضاحت سے سمجھائیں۔ غرض اس کان کا معائنہ نہایت سبق آموز تھا۔ اور نہایت دلچسپی کا موجب ہوا۔ اور خصوصیت اس واسطے کہ کس قابلیت اور کوشش سے بطن الارض خالی کیئے جا رہے ہیں اور لاکھوں انسان بے خبری کے عالم میں اس پیشگوئی کو پورا کر رہے ہیں جو اس زمانہ کی بابت سید العالمین صلعم کی زبان پر تیرہ سو سال ہوئے جاری ہوئی۔ میں نے وہاں بعض سے گفتگو کرنی چاہی۔ مگر وہ میری بات کو سمجھ نہ سکے۔ انکا لہجہ اور تلفظ نرالا ہے۔ مثلاً لفظ ڈاؤن کو ڈون کہتے ہیں۔ ہاتھ تو ان کے بھاری کام سے بہت موٹے ہیں۔ مگر زبان بھی پٹھاتی ہے۔ ہر کام کرنے والے کے پاس اپنا لیمپ ہوتا ہے بعض کام کرتے ہوئے اپنی سرپوش ٹوپی کے ساتھ لٹکائے رکھتے ہیں اور بعض بائیں جانب کندھے سے ذرا نیچے کوٹ یا واسکٹ کے ساتھ۔ کولہ کن آٹھ گھنٹے روزانہ کام کرتے ہیں بعض نوعمر لڑکے بھی دس پندرہ روپیہ تک روزانہ کما لیتے ہیں ؛

ایک پولیٹیکل جلسہ میں لیکچر

گذشتہ بدھ کے روز یہاں ایک پولیٹکل جلسہ تھا نیشنل وار ایم ایک کمپنی ہے۔ جس کی سرکردگی میں مختلف شہروں میں لیکچرار بھیجے جاتے ہیں تاکہ پبلک کے سامنے مقاصد جنگ پیش کریں۔ اور ان میں ان اغراض کے حصول کے واسطے جوش پیدا کیا جاوے۔ اور مزید قربانی کے واسطے طیار کیا جاوے۔ اجلاس سے قبل پریزیڈنٹ صاحب نے جو شہر کے رئیس ہیں مجھے بھی اس ضمن میں اور ہندوستان کی کارگذاری کے بارے میں لیکچر دینے کے واسطے کہا۔ میں نے اسکو خوشی سے قبول کیا۔ کیونکہ اس طرح سے مجھے پیغام حق سنانے کا بھی موقعہ مل سکتا تھا۔ سو الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ میں نے لیکچر کے آخری حصہ میں ان کو تفصیل سے بتایا کہ ہندوستان میں خدا تعالیٰ نے اپنا ایک پیغمبر بھیجا جو سلطنت برطانیہ کا نہایت خیرخواہ وفادار دوست تھا۔ اس نے برٹش گورنمنٹ کی مضبوطی اور ترقی کے واسطے ایک طرف تو بڑی دعائیں کیں۔ جو وقت پر ضرور قبول ہونگی۔ کیونکہ ہزارہا اور دعائیں اسکی نہایت صفائی سے قبول ہو چکی ہیں۔ دوسری طرف اس نے اپنے ہموطنوں میں اور خصوصیت سے مسلمانوں میں برٹش گورنمنٹ سے وفاداری کی وہ روح پھونکی جس کی نظیر نہیں مل سکتی ان کے ملا لوگوں کو ہمیشہ خونی مہدی کی آمد اور غیر مسلم گورنمنٹ سے جہاد کی تلقین کرتے اور عام مسلمان ان کے پھندے میں پھنسے ہوئے تھے۔ خدا کے اس برگزیدہ نے سب عقائد باطلہ کی قلعی کھول دی۔ اور غریب مسلمانوں کو ایسے اکسانے والوں سے نجات دے دی۔ اور اس طرح برٹش گورنمنٹ کے استحکام کی اس کے پاک وجود سے اعلیٰ درجہ کی خدمت ہوئی۔ اسوقت نصف ملین کے قریب اس کے متبع ہیں جو گورنمنٹ کی وفاداری اپنا اہم ترین فرض سمجھتے ہیں۔ ایسے محسن اور پاک طبع مصلح نے دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ خدا تعالےٰ لوگوں کی بد عملیوں۔ بد اعتقادیوں اور فاسقانہ زندگیوں سے ناراض ہوا ہے۔ اور ان کی اصلاح کے واسطے اس پاک ہستی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور تبدیلی کے واسطے خدا نے کافی وقت دیا۔ مگر لوگوں نے پروا نہیں کی۔ اسلیئے دنیا کی ایسی خطرناک حالت ہوگئی۔ اب بھی اگر لوگ اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں۔ اور اس مرسل کو شناخت کریں۔ تو خدا ان تمام مصائب سے جو ان کے سر پر آ رہی ہیں۔ جلد نجات دیگا ؛

پریزیڈنٹ صاحب نے تقریر کے بعد چند ایک تعریفی جملے کہے۔ اور یہ بھی کہا کہ واقعی ہم کو خدا قادر مطلق کی طرف جھکنا چاہیئے ؛

تبلیغی کوششیں

یہاں کے مقامی اخبار میں جس کی اس علاقہ میں خوب اشاعت ہے۔ اشتہار دیا گیا۔

کئی لوگوں سے اس اشتہار کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ اور باہر سے تحقیقاتی خطوط بھی آئے ہیں۔ جن کے جواب دیئے گئے۔ اس طرح سے مسیح کی آمد کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ بعض سوسائٹیوں نے بھی اسلام پر لیکچر دینے کے واسطے مدعو کیا ہے۔ انفرادی طور پر بھی لوگوں سے گفتگو کرنیکا موقع ملتا رہتا ہے اور لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے ۔

اخراجات میں زیادتی

مگر بعض مشکلات جنگ کی وجہ سے نئی پیدا ہو گئی ہیں جن کی وجہ سے تبلیغی کوششوں میں اگر رکاوٹ نہیں تو بیہ کی زائد ضرورت ہے ڈاکخانہ کے محصول میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ پوسٹ کارڈ پر آنہ کا ٹکٹ اور لفافہ پر ڈیڑھ آنہ کا۔ لفافہ اور کاغذ کارڈ کی قیمت بہت بڑھ گئی ہے۔ کاغذ کی بہت قلت ہے اس واسطے گورنمنٹ سرکلر اشتہار اور رسالے تقسیم کرنا بند کردیا ہے۔ پس اب کام زیادہ تر لیکچروں سے ہی ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے واسطے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے۔ اور کرایہ سفر ڈیڑھ گنا ہو گیا ہوا ہے۔

کام کا وقت

مگر باوجود ان سب مشکلات کے یہی وقت ہے کہ لوگوں کو حقیقی اسلام پہنچایا جائے اس جنگ نے لوگوں کو ایک نئے سانچے میں ڈال دیا ہے۔ اور جنگ کے بعد وہ ڈھلے ہوئے نکلینگے اس لئے وقت ہے۔ کہ سرتوڑ کوششوں سے اسلام کی حقیقت ان کے ذہن نشین کی جائے۔ حضرت احمدؑ کے شیدائیوں کو مزید ہمت دکھانیکا وقت ہے۔ والاجر عنداللہ۔ خدا کے سب وعدے سچے ہیں۔ حضرت مکرم مفتی صاحب لنڈن میں اکیلے اس بھاری بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ علاوہ لیکچروں اور بیرونی ملاقاتوں کے خود مکان پر ہر روز متعدد تحقیقات کرنیوالے آجاتے ہیں۔ رات کے گیارہ بارہ بجے تک کام کرنا پڑتا ہے۔ اور آجکل تو لنڈن میں اور شمالی علاقہ میں ایک خاص قسم کی بیماری جو شدید زکام کی قسم کی ہے پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے احباب سے درخواست ہے۔ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ خاکسار قاضی عبدالله از مارچیگ

نبوت وہبی ہے یا کسبی

میں نے ۳۰ر جولائی کے الفضل میں لکھا تھا۔ کہ اگر حضرت میاں صاحب (خلیفۃ المسیح) کی تحریر سے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یہ ثابت کر دیں کہ آپ کے نزدیک نبوت اب موہبت نہیں رہی کسبی ہو گئی ہے تو بیس پچیس روپے بطور جرمانہ دوں گا ۔

اس کا جواب یکم ستمبر ۱۹۱۸ء کے پیغام میں چھپا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے کچھ حوالے دئے ہیں۔ جن میں لکھا ہے۔ نبوت ایمان کا اعلیٰ مرتبہ ہے۔ اور تقویٰ میں ترقی کرتے کرتے انسان اس رتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ اور انسانی ترقی کے آخری درجہ کا نام نبی ہے۔

میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب نے غور نہیں کیا۔ حضرت میاں صاحب کا مذہب یہ ہے۔ کہ نبوت اسی کو ملیگی۔ جو ایمان و تقویٰ میں اعلیٰ ہو۔ مگر یہ موہبت ہے۔ ان اعمال کا لازمی نتیجہ نہیں۔ جیسے نجات صالح الاعمال والعقائد کو ملتی ہے۔ مگر باایں ہمہ ہمارا ایمان ہے کہ نجات فضل سے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی کتابوں میں اس کی تشریح کی۔ اسی طرح نبوت ایک موہبت ہے۔ مگر باوجود اس کے ضرور ہے کہ نبوت کا کام اسی کے سپرد ہو۔ اور وہی اس مرتبہ جلیلہ پر فائز ہو جو ایمان و تقویٰ میں کامل و اکمل ہو۔ اور ان راہوں پر چلے جو قرآن شریف نے اس موہبت و فضل کی جانب قرار دی ہیں۔ نبوت کے موہبت ہونیکے یہ معنی نہیں۔ کہ نبوت ایک بے عمل یا کافر و اکفر و فاسق پر نازل ہوتی ہے بلکہ وہی معنی ہیں۔ جو خود پیغام نے اپنے ۱۸ اگست کے پرچہ میں ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کئے ہیں۔

اعتراض یہ تھا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب محدثیت کو کسب قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے حمامۃ البشریٰ میں فرمایا ہے کہ **"محدثیت محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی جیسا کہ شان نبوت ہے۔"**

اس کا جواب پیغام نے یہ دیا :-

محنت کے باوجود اللہ کا فضل درکار ہے تو اس فضل کے لحاظ سے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے محض اس کی موہبت اور فضل کا نتیجہ ہے اور ہمارے اکتساب اور کوشش سے نہیں ملتا خود حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ نجات اعمال پر نہیں بلکہ اللہ کے فضل پر نجات موقوف ہے۔ تو کیا اس سے یہ کہنا چاہیئے کہ بغیر اعمال کے بھی نجات مل سکتی ہے اور اعمال نجات کے لئے ضروری نہیں ۔

(پیغام ۲۹ ۱۱)

بس یہی جواب ہماری طرف سے کافی ہے ۔

محدثیت کو کسب قرار دینا ایک غلطی ہے کیونکہ محدث وہ ہے جس سے خدا کلام کرے تو کیا خدا کا کلام کسی عمل کا نتیجہ ہے یعنی کیا انسان جب ترقی کرتے کرتے صدیقیت کے رتبہ پر پہنچ جائے تو خدا اس سے کلام کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ محض اس کا فضل ہے جسے چاہے اپنی رحمت سے مختص کر لے۔ اسیطرح نبوت کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور تبلیغ رسالات ربی کا نام ہے۔ یہ کام اسی انسان کے سپرد ہو گا جس کے قویٰ اس بوجھ کے حامل ہوں اور جو یہ قابلیت رکھتا ہو اور ایمان و تقویٰ کے تمام مدارج طے کر چکا ہو۔ جب پر دوسرے انسانوں کو پہنچانے آتا ہے یہ تو نہیں کہ دوسرے لوگوں کو تو کہے کہ ایمان و تقویٰ حاصل کرو تم شہید ہو گے صالح کہلاؤ گے صدیق بن جاؤ گے اور خود ان مدارج سے عاری ہو۔ ایسی حالت اس پٹھان کے مشابہ نہیں ہوتی جس کی نسبت مشہور ہے کہ وہ دوسروں کو کہتا پھرتا کلمہ پڑھو ورنہ مار دونگا اور جب ایک نے کہا کہ مجھے کلمہ سکھاؤ تو وہ کہنے لگا۔ کہ مجھے بھی نہیں آتا۔ آپ خیال فرمائیں کہ اگر نبوت موہبت کے یہ معنی ہیں کہ اس انسان کے اندر پہلے کچھ بھی نہیں ہوتا نبوت ایک گیند کی مانند اس کے سینہ پر آ پڑتی ہے تو وہ دوسروں کو کیا سکھائیگا ضرور ہے کہ جو معلم الناس ہے وہ پہلے خود ان مراتب کو حاصل کر چکا ہو پس یہ صحیح ہے کہ نبوت ہو یا محدثیت کسی عمل صالح کا لازمی نتیجہ نہیں مگر نبوت کا رتبہ ملیگا۔ اسی کو جو محبت الٰہی میں ترقی کرتا ہوا صالحین سے شہداء میں اور شہداء سے صدیقین میں ہو جاتا ہے اور جب وہ اس درجہ سے بھی ترقی کرتا ہے تو صاحب سر الٰہی بنتا ہے اور خدا اسے اپنے غیبوں پر غالب کر دیتا ہے۔ اخیر میں

مسیح موعودؑ کا انکار اور جنگی بخار

حدیث شریف میں قیامت سے پہلے جن دس نشانات کا بیان ہے۔ ان میں سے ایک دخان بھی ہے جس کی نسبت حجج الکرامہ صفحہ ۴۱۸ میں لکھا ہے:۔

وتعم الارض فیاخذ بانفاس الکفار ویاخذ المؤمن کھیئة الزکام وانما یکون قربھا من قیام الساعة۔ یعنی قیامت سے پہلے ایک دھواں تمام زمین میں پھیل جائیگا جس سے نہ ماننے والوں کا گلا بند ہو جائیگا۔ اور ماننے والے بھی اس سے زکام میں مبتلا ہونگے۔ آج یہ پیشگوئی روز روشن کیطرح پوری ہو رہی ہے۔ کوئی متعصب انسان بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا یہ عذاب بتا رہا ہے اور کافر مومن کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ اس زمانہ میں ضرور ایک رسول آئیگا۔ لیکن افسوس لوگ عذاب کو مانتے ہیں۔ رسول کو نہیں مانتے حالانکہ قرآن شریف میں ہے۔ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا ۔ بعض ہمارے بھائی عذاب کے ذکر کے ساتھ رسول کے لفظ کو چھوڑ کر مامور لکھتے ہیں۔ (دیکھو پیغام ۳۰ اکتوبر) جس سے تیرہ نزدیک غرقد والی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی۔ یعنے جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسیح موعودؑ کے ساتھ مقابلہ کرنے والے یہود کو کیا حجر کیا شجر کیا حائط کیا دابہ کوئی چیز پناہ نہ دیگی۔ ہر طرف سے یہی آواز آئیگی۔ یا عبد اللّٰہ المسلم ھٰذا یھودی (ابن ماجہ) ہاں غرقد ان یہودوں کا طرفدار ہو گا۔ الا الغرقد فانھا من شجرھم لا تنطق۔ غور کرو یہاں کس فریق کو مسلم کہا گیا جب ہر چیز یہود کے کفر پر گواہی دے رہی ہے۔ تو پھر غرقد اس کفر کو کیونکر چھپا سکتا ہے۔ فتدبر۔ ان دس نشانات سے دابہ کے نشان کو پڑھو۔ فتجلو وجہ المؤمن وتختم انف الکافر۔ (ترمذی)

دسواں آمدہ کہ بیاید کافر را دوے نماز میگزارد وبنویسد میاں ہر دو چشم او لفظ کذاب ۔۔۔۔ تا آنکہ بر یک دستر خوان بنشیند ایمان دکفر ہر یکے بر دیگرے ہویدا باشد۔ (دیکھو حجج الکرامہ صفحہ ۴۱۲) اگر اب کوئی نبی نہیں آیا تو مسجدوں میں نماز پڑھنے والے وہ کون کافر ہیں۔ جن کے ناک پر دابہ نے کفر کی مہر لگائی۔ اور ایک دستر خوان پر مومنوں کے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ مشہور کافر نہ ہماری مسجدوں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔ اور نہ ہمارے ساتھ دستر خوان پر بیٹھتے ہیں۔ **دخان**۔ دابہ کے بعد آگ (جنگ) کے عذاب کی طرف دیکھو جو دس نشانوں سے یہ بھی ایک نشان ہے۔ اس کی تفصیل کی تو یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر سناتا ہوں۔ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دفعہ مسیح موعودؑ کو نبی اللہ فرمایا:۔

ثم یاتی نبی اللّٰہ عیسیٰ قوما۔ ۔ ۔

ویحصر نبی اللّٰہ عیسیٰ واصحابہ ۔۔۔۔

فیرغب نبی اللّٰہ عیسیٰ واصحابہ ۔۔

ویھبط نبی اللّٰہ عیسیٰ واصحابہ۔

(دیکھو ابن ماجہ) چونکہ نبی کے ساتھ عذاب بھی ضرور آتا ہے۔ اس لئے اسی حدیث میں آپ نے طاعون۔ اور موجودہ جنگ کی خبر دی ۔۔۔

فیرسل اللّٰہ علیھم النغف فی رقابھم

یعنے اللہ تعالیٰ ایک پھوڑا بھیجیگا۔ فیرسل علیھم طیرا کاعناق البخت۔ یہ لمبی گردن والے پرندے یہاں ہیں جو بحری پرندکی شکل میں بنائے گئے اور ان کا نام بحری پرند رکھا۔ دیکھو اخبارات جنکی خبر حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے قبل از جنگ اس طرح دی۔ "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" اردو میں ہے۔ اذ تحت البحر نارا وتحت النار بحرا۔ مجمع البحار میں ہے۔

واذا البحار سجرت۔ ای ملئت نیرانا۔ لتعذیب الفجار۔ بخاری میں ہے۔ المسجور الموقد۔ مسلم میں ہے۔ ریح تلقی الناس فی البحر۔ ترمذی میں ہے۔ ستخرج نار من حضرموت او من بحر حضرموت قبل یوم القیامة تحشر الناس۔ بخاری میں ایک جگہ اس حشر کی تفصیل اس طرح سے ہے نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب مشکوٰة میں ہے۔ نار تخرج من قعر عدن۔ ایک حدیث میں ہے۔ تبعث نار علی اھل المشرق فتحشرھم الی المغرب لھا ما سقط منھم وتخلف (رواہ الدار قطنی فی الافراد) دیکھو جو ایک دفعہ رہجاتے ہیں کس طرح بیان کیا جاتا ہے دوسری حدیث میں ہے۔ کہ وہ آگ جانوں اور مالوں کو کھا جائیگی۔ تاکل الانفس والاموال ۔۔۔۔ بین السماء والارض دوی کدوی الرعد القاصف ھی من رؤس الخلائق ادنیٰ من العرش (رواہ الطبرانی) چنانچہ اس کی آواز سے کانوں کے پردے پھٹ جاتے ہیں اور چھتوں سے بھی اس آگ نے حملہ کیا۔ انتھا ترمی بشرر کالقصر کانہ جمالت صفر۔ ویل یومئذ للمکذبین (المرسلات) یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران (الرحمٰن) بخاری میں ہے نحاس الصفر یصب علیٰ رؤسھم آیة فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدھان کو پڑھکر حضرت مرزا صاحب کی کتاب سراج منیر کے صفحہ ۵ میں ذیل کی عبارت کو ملاحظہ کرو۔

"ایک پاک کی توہین کی وجہ سے آسمان سرخ ہو رہا، اور تم نہیں دیکھتے اور فرشتوں کی آنکھ سے خون ٹپک رہا ہے اور تمہیں نظر نہیں آتا۔ خدا اپنے جلال میں، اور در و دیوار لرزہ میں۔ کہاں ہے وہ عقل جو سمجھ سکتی ہے کہاں، وہ آنکھیں جو وقت کو پہچانتی ہیں"

الغرض دخان (انفلوئنزا) دابہ (طاعون) نار (جنگ) یہ مسیح موعودؑ کی صداقت کے گواہ ہیں عبد اللہ بن سلام جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین باتوں کی نسبت اس خیال سے کہ لا یعلمھن الا نبی دریافت کیا جنہیں آپ نے بتلا دیا۔ تو جواب سنکر یہودی ہو گیا۔ (دیکھو بخاری) مگر ہمارے زمانہ کے لوگوں کے دل ان یہود سے بھی سخت ہو گئے ہیں کہ آنکھوں سے آگ وغیرہ نشانات کو دیکھ کر بھی اس نبی کو نہیں مانتے جس کی خاطر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ وما علینا الا البلاغ ۔

کرم داد از دوالمیال ۔

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے۔ مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیے بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں ان کے نام محفوظ رکھنے کی اسوقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہو سکتے ہیں ان کو شائع کر دیا جاتا ہے اور انہیں کا یہ نمبر شمار ہے۔
(ایڈیٹر)

بابت ماہ اگست ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	مقام
۱۲۳۰	جیتن دین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۲۳۱	علی حیدر خانصاحب	ضلع شاہپور
۱۲۳۲	علی محمد صاحب	〃 〃
۱۲۳۳	کرم بھری صاحبہ	〃 〃
۱۲۳۴	فاطمہ بی بی صاحبہ	〃 〃
۱۲۳۵	چراغ دین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۳۶	اہلیہ عبداللہ صاحب	ضلع گجرات
۱۲۳۷	محمد صفی الرحمن صاحب	بھیرہ
۱۲۳۸	حکیم علی خانصاحب	مالیرکوٹلہ
۱۲۳۹	منشی حکیم حبیب ... صاحب	بریلی

بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۸ء

نمبر	نام	مقام
۱۲۴۰	محمد ابراہیم صاحب	پٹیالہ
۱۲۴۱	ڈاکٹر قدرت علی صاحب	کوہاٹ
۱۲۴۲	غلام محمد صاحب	جہلم
۱۲۴۳	محمد یعقوب صاحب	ضلع لائل پور
۱۲۴۴	نظام الدین صاحب	ضلع لدھیانہ
۱۲۴۵	منشی سکندر علی صاحب	لاہور
۱۲۴۶	مسماۃ مہر بی بی صاحبہ	ضلع ہوشیارپور
۱۲۴۷	سلطان علی صاحب	ڈیرہ غازیخان
۱۲۴۸	سید علی بخش صاحب	بھاگلپور
۱۲۴۹	نواب الدین صاحب	امرتسر
۱۲۵۰	مولوی ابو الحق نور حسین صاحب	ضلع پشاور
۱۲۵۱	اللہ داد	سندھ
۱۲۵۲	اہلیہ میاں رحیم بخش صاحب	جہلم
۱۲۵۳	مقصود خانصاحب	شاہجہانپور
۱۲۵۴	حسن محمد صاحب	ضلع لائلپور
۱۲۵۵	نذیر احمد صاحب قریشی	لاہور
۱۲۵۶	عبد الرحمن صاحب	منٹگمری
۱۲۵۷	منشی فتح محمد صاحب	دالو
۱۲۵۸	مرزا خانصاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۲۵۹	عبداللہ صاحب نمبردار	〃 〃
۱۲۶۰	محمد دین صاحب	ضلع گجرات
۱۲۶۱	محمد حسین صاحب	ضلع شاہپور
۱۲۶۲	میاں حافظ صاحب	〃 〃
۱۲۶۳	لیس نائک علی احمد صاحب	سالونیکا
۱۲۶۴	غلام محمد صاحب	حیدرآباد دکن
۱۲۶۵	غلام احمد صاحب	〃
۱۲۶۶	نظام الدین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۶۷	قاضی محمد مقبول صاحب	〃
۱۲۶۸	ہمشیرہ صمد خانصاحب	قادیان
۱۲۶۹	فضل الٰہی صاحب	ضلع شاہپور
۱۲۷۰	چودھری حاکم دین صاحب	سیالکوٹ
۱۲۷۱	محمد الدین صاحب	〃
۱۲۷۲	اہلیہ چودھری اکبر حق صاحب	〃
۱۲۷۳	حق نواز احمد صاحب	لاہور
۱۲۷۴	محمد بخش صاحب جمعدار	امرتسر
۱۲۷۵	منشی محمد حسین صاحب	گجرات
۱۲۷۶	اہلیہ جلال دین صاحب	ضلع ہوشیارپور
۱۲۷۷	دوست محمد صاحب	لائلپور
۱۲۷۸	اہلیہ شاہ محمد صاحب	سیالکوٹ
۱۲۷۹	محمد اسحاق صاحب	کانپور
۱۲۸۰	محمد حسین صاحب	گلبرگہ
۱۲۸۱	فضل احمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۸۲	محمد علی صاحب	ضلع سیالکوٹ
۱۲۸۳	سردار خاں صاحب	〃
۱۲۸۴	عمر الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۱۲۸۵	نمبردار کرم داد صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۲۸۶	محمد مرزا خاں صاحب	ضلع گجرات
۱۲۸۷	میاں اللہ دتا صاحب	ضلع ملتان
۱۲۸۸	خیر محمد صاحب	〃
۱۲۸۹	اہلیہ اللہ دتا صاحب	〃
۱۲۹۰	اہلیہ ثانی اللہ دتا صاحب	〃
۱۲۹۱	شیر محمد صاحب	〃
۱۲۹۲	مولوی لطف الرحمن صاحب	کلکتہ
۱۲۹۳	مولوی سید حسین شاہ صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۱۲۹۴	اہلیہ صاحبہ مرزا غلام علی بیگ صاحب	لاہور
۱۲۹۵	شاہ سید صاحب	دہلی
۱۲۹۶	نجم النساء صاحبہ	ضلع پشاور
۱۲۹۷	شمس النساء صاحبہ	〃
۱۲۹۸	سید مہربان صاحب	〃
۱۲۹۹	دختر 〃 〃	〃
۱۳۰۰	فرمان علی صاحب	جموں
۱۳۰۱	شیخ صفی الرحمن صاحب	مرشد آباد
۱۳۰۲	عبد الوہاب صاحب	منیور
۱۳۰۳	والدہ سید شمس الدین صاحب	لدھیانہ
۱۳۰۴	فضل کریم صاحب	منٹگمری
۱۳۰۵	میاں قمر الدین صاحب	لاہور
۱۳۰۶	غلام احمد صاحب	فیلڈ
۱۳۰۷	غلام چشتی صاحب	ضلع ہوشیارپور
۱۳۰۸	جلال دین	〃
۱۳۰۹	مسماۃ حسین بی بی صاحبہ	〃
۱۳۱۰	ملک برکت اللہ صاحب	لاہور
۱۳۱۱	سلامت علی صاحب	کلکتہ
۱۳۱۲	سکھن صاحب	〃
۱۳۱۳	عبد الرزاق شریف	میسور
۱۳۱۴	اہلیہ صاحبہ 〃	〃

باقی آئندہ

ہنگامۂ یورپ

میدانِ جنگ میں صلح کے لئے جدوجہد

کارل اور عارضی صلح ۔ لنڈن ۵ نومبر۔ کوپن ہیگن۔ وائنا کا ایک پیغام مظہر ہے کہ شاہنشاہ آسٹریا نے عارضی صلح کی شرائط پر دستخط کرنے سے بدیں وجہ انکار کر دیا ہے کہ وہ ذلت آفرین ہیں سیکن جنرل وان ارز چیف آف دی سٹاف نے اسپر دستخط کر دیا ہے۔ اور شاہنشاہ نے فوجی کمان فیلڈ مارشل کوبس کے حوالہ کر دی ہے۔

آسٹریا سے عارضی صلح کی شرائط ۔ لنڈن ۵ نومبر محکمہ احتساب اخبارات نے آسٹریا ہنگری کے متعلق عارضی صلح کی شرائط کا حسب ذیل اعلان کیا ہے۔

(۱) خشکی اور تری اور ہوا میں تمام مخاصمانہ کارروائیاں بند کر دی جائیں۔

(۲) آسٹریا ہنگری کی فوجیں۔ کلیۃً منتشر کر دی جائیں اور وہ فوجیں جو بحر شمالی سے سوئزرلینڈ تک جنگی محاذ پر کام کر رہی ہیں۔ واپس بلائی جائیں۔

(۳) آسٹریا ہنگری ان علاقوں کو خالی کر دے۔ جن پر اُسنے دوران جنگ میں قبضہ کیا تھا۔

(۴) اتحادیوں کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ آسٹریا ہنگری کی تمام سڑکوں ریلوں۔ نہروں وغیرہ سے آزادانہ فائدہ اُٹھا سکیں۔ اور آسٹریا ہنگری کے ذرائع آمد و رفت سے مستفید ہوں دول متحدہ کی فوجیں ایسے مقامات پر قبضہ کرینگی۔ جنکو وہ فوجی نقطہ خیال سے بحالی انتظام کے لئے ضروری سمجھیں گی۔

(۵) جرمن فوجیں اطالوی اور بلقانی محاذ سے ۱۵ دن کے اندر ہٹا لیجائیں اور آسٹریا ہنگری کے تمام علاقے خالی کر دیں وغیرہ

جرمن نمائندے اتحادی لائنوں میں۔ لنڈن ۸ نومبر ۱۱ بجکر ۴۵ منٹ۔ دارالعوام کے چبوترہ میں اس شام کو یہ بیان کیا گیا کہ صلح کے لئے جرمن نمائندے اتحادی لائنوں پر پہنچ گئے ہیں ؞

قیصر کی تخت سے دست برداری ۔ معلوم ہوا ہے کہ قیصر جرمنی تخت سے دست بردار ہو گیا ہے ؞

ٹرکی سے عارضی صلح کی شرائط

لنڈن یکم نومبر ۔ محکمہ خبررسانی نے ٹرکی سے شرائط التوائے جنگ کی اصل شائع کی ہے۔ پہلی تین شرطوں اور چھٹی سات کو شرائط میں درہ دانیال و درہ باسفورس کے کھل جانے اور بحیرۂ اسود کی حکومت کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور ترکی جہازوں کی حوالگی اور کسی خاص موقع پر جبکہ اتحادیوں کا امن خطرہ میں ہو کسی جنگی مقام پر قبضہ کا بھی انہیں شرائط میں حوالہ ہے۔ چوتھی شرط میں کہا گیا ہے۔ کہ تمام اتحادی قیدی اور نظربند ارمنی قسطنطنیہ میں جمع کر کے بلا شرط اتحادیوں کو حوالہ کر دئے جائیں۔ پانچویں شرط میں مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ ترکی افواج فوراً برطرف کر دیجائیں بجز ان افواج کے جنکی سرحدی حفاظت اور اندرونی قیام امن کے لئے ضرورت ہو ان کی تعداد اور بعد کو ان کی برطرفی کا فیصلہ ترکی گورنمنٹ کے مشورہ سے اتحادی کرینگے۔ دسویں شرط یہ ہے کہ نہر ہائے طارث کے سلسلہ پر اتحادی قبضہ کرلیں۔ گیارھویں شرط یہ ہے کہ شمالی مغربی ایران سے ترکی فوجیں ہٹائی جائیں۔ ماورا قفقاز کے ایک حصہ سے فوجیں ہٹانے کا حکم پہلے ہی بھیجا جا چکا ہے۔ بقیہ حصہ بھی .... اس وقت خالی کر دیا جائیگا جبکہ موقع محل دیکھنے کے بعد اتحادی اس کی ضرورت سمجھیں ۔ بارھویں شرط یہ ہے۔ کہ لاسلکی اور تاربرقی کا نظام اتحادیوں کی نگرانی میں دے دیا جائے ترکی گورنمنٹ کے پیامات اس سے مستثنیٰ رہینگے ۔ پندرھویں شرط یہ ہے کہ ریلوے پر اتحادیوں کی نگرانی ہو جائے اور باطوم پر اتحادی قبضہ ہو جائے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ٹرکی کو اتحادیوں کے باکو پر قبضہ کو روکنا نہ چاہیئے۔ سولھویں شرط یہ ہے کہ حجاز۔ عسیر۔ یمن۔ شام اور عراق عرب کے گورنمنٹ اطاعت قبول کرلیں سیلیشیا سے ترکی افواج ہٹائی جائیں بجز ان افواج کے جو بموجب دفعہ ۵ کے قیام امن کیلئے ضروری ہوں سترھویں شرط یہ ہے کہ ٹریپولیٹانیا اور سیرینیشیا کے تمام ترکی افسر اطالیوں کی اطاعت قبول کریں ؞

اٹھارھویں شرط یہ ہے کہ وہاں کی تمام بندرگاہیں اتحادیوں کے حوالہ کر دیجائیں اور انیسویں شرط میں لکھا گیا ہے۔ کہ تمام جرمن اور آسٹرین بحری فوجی اور سویلین آبادی کو ایک ماہ کے اندر ٹرکی سے روانہ ہونا چاہیئے۔ جو لوگ بعید اضلاع میں ہیں وہ اس کے بعد جلد سے جلد روانہ ہوجائیں۔ بیسویں شرط میں اصرار کیا گیا ہے کہ دفعہ ۵ کے بموجب افواج اور سامان باربرداری کے انتظام متعلق اتحادیوں کے احکام پر عمل کیا جائے اکیسویں شرط یہ ہے کہ ترکی وزارت رسد رسانی کے ساتھ اتحادیوں کے اغراض کی نگہداشت کے لئے ایک اتحادیوں کا نمائندہ رہا کریگا۔ بائیسویں شرط یہ ہے کہ ترکی قیدی اتحادیوں کے ہاتھ میں رہینگے فوجی عمر سے اوپر ترکی قیدی اور سویلین قیدیوں کی آزادی کے معاملہ پر غور کیا جائیگا۔ تئیسویں شرط یہ ہے کہ ترکی کو دول وسطیٰ سے تمام تعلقات چھوڑ دینے چاہئیں۔ اور چوبیسویں شرط یہ ہے کہ چھ آرمنی ولایتوں میں بدامنی کی صورت میں اتحادی اسپر قبضہ کے حق کو محفوظ رکھتے ہیں۔

انفلوئنزا کے متعلق صدر انجمن قادیان کی خدمات

اور

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کا شکریہ امداد

انفلوئنزا کے متعلق صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے قادیان اور اسکے قرب و جوار کے دیہات و قصبات میں جو طبی امداد پہنچائی گئی اور مفت دوائی تقسیم کی گئی اور جسکا سلسلہ تاحال جاری ہے اسکی مختصر رپورٹ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپور کی خدمت میں حاکم علاقہ ہونیکی حیثیت سے بھیجی گئی تھی اسپر آنجناب نے شکریہ کی خاص چٹھی ارسال فرمائی ہے اور ساتھ ہی چار سو روپیہ کی رقم بیماروں کے علاج اور غربا کی امداد کیلئے بھیجی ہے جو صدر انجمن احمدیہ کے انتظام سے خرچ ہوگی اس امدادی رقم کے متعلق ہم اس علاقہ کے بیماروں اور غربا کیطرف سے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں ؞ خاکسار ایڈیٹر الفضل